تعارف

عرب بہار کے بعد مشرق وسطیٰ میں اسلامی شناخت رکھنے والی جماعتوں کو جمہوری اقتدار ملا تھا۔ ترکی میں پہلے ہی ایک اسلام پسند جماعت برسراقتدار تھی۔ نواستعمار نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان معاشروں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔ چنانچہ رابرٹ فسک جیسے کہنہ مشق صحافی کے نزدیک مشرق وسطیٰ کی سرحدیں آج پھر بھُر بھُرا رہی ہیں۔ عراق اور شام فرقہ وارانہ خانہ جنگی کی نذر ہو گئے ہیں۔ لیبیا پر مسلح گینگ مسلط ہیں۔ مصر پر فرعونی آمریت کے سیاہ بادل چھا چکے ہیں۔ سعودی عرب میں دہشت گردی کا آغاز ہو چکا ہے۔ ان سب واقعات کے مرکزی کردار (یعنی داعش، اور مصری و شامی افواج) درحقیقت مغرب ہی سے فیض یافتہ ہیں۔ ایسے میں ترکی شاید واحد مستحکم سنی معاشرہ تھا، جو نہ صرف مستحکم تھا، بلکہ نہایت سرعت سے معاشی ترقی کر رہا تھا۔ اس نے لاکھوں شامی پناہ گزینوں کو باعزت طریقے سے پناہ دی تھی۔ ترکی کو غیر مستحکم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے مشرق وسطیٰ معاشرہ تباہ کر دیا جائے اور زندگی کو سزا بنا دیا جائے، تاکہ نواستعمار کو پھر سے یہ جواز میسر آئے کہ وہ تلوار کی نوک سے ان ممالک کی نئی سرحدیں کھینچے، نئی اشرافیہ پیدا کرے، اور اگلے سو سال تک یہ سرزمین پھر سیکولر آمریتوں کی بھینٹ چڑھ جائے۔ فتح اللہ گولن اور ان کی تحریک اسی سیکولر استعماری منصوبے کی تکمیل میں آلہ کار بنی ہے۔

زیر نظر مضمون نہایت خوبصورتی سے اسی نواستعماری منصوبے کو مختلف جہتوں سے زیر بحث لاتا ہے[1]۔ اس مضمون کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ نو استعمار کے مقامی معاونین (collaborators) کے مکروہ کردار اور بیرونی طاقتوں سے ان کے روابط کا پردہ بھی فاش کیا جائے، تاکہ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ ترکی میں فوجی بغاوت محض ایک اندرونی سازش تھی۔ اس مضمون کی اپنے فیس بک صفحے پر اشاعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں بیان کئے گئے حقائق اور تجزیے کا اطلاق پاکستان کے سیاسی و مذہبی حالات سے بھی ہے۔ نواستعمار مشرق وسطیٰ کے ساتھ ساتھ پاکستان کے حصے بخرے کرنے میں بھی دلچسپی رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ گزشتہ دہائی میں پاکستان میں بھی اپنے مذہبی اور سیکولر حلیفوں کے ذریعے نسلی و مذہبی جنگ کی آگ بھڑکائی گئی۔ آج بھی استعمار کے یہ "اثاثے" برطانیہ اور افغانستان کی محفوظ پناہ گاہوں سے ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ ترکی کی طرح ہمیں بھی نواستعمار کے ان گماشتوں پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مضمون کا ترجمہ طارق محمود ہاشمی صاحب نے کیا ہے۔

کاشف علی خان شیروانی

*

ترکی کی کامل تباہی کا منصوبہ

ابراہیم کاراگل/ترجمہ: طارق محمود ہاشمی

۱۵/ جولائی کے باغیانہ حملے میں ایسا نہیں ہے کہ فقط فتح اللہ گولین اور اس کی دہشتگرد تنظیم ہی ملوث تھے۔ گولین کے دہشت گرد سیل کئی سالوں سے فوجی اور سول اداروں میں پل رہے تھے۔ انہیں فقط ایک فوجی بغاوت کے لیے نہیں، بلکہ

---

[1] یہ مضمون جناب ابراہیم کاراگل کی تصنیف ہے۔ اس کا انٹرنیٹ لنک پیش خدمت ہے:
http://www.yenisafak.com/en/columns/ibrahimkaragul/they-are-forcing-turkey-into-a-doomsday-war-2030741

دراصل عالمی سطح پر اس سے کہیں بڑے منصوبے پر عمل درآمد کے لئے بروئے کار لایا گیا۔ وہ بڑا منصوبہ ناکام ہو رہا تھا۔ منصوبہ سازوں کا اصل ہدف رجب طیب اردوان کی ذات تھی، جنہیں وہ اس لیے راستے سے ہٹانا چاہتے تھے کہ انہوں نے اس عظیم تر منصوبے کی راہ میں بہت روڑے اٹکائے تھے۔ یہ منصوبہ ساز اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر اردوان کو راستے سے ہٹا دیا جائے تو ترک معاشرے کی یکجہتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ لہذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ پہلے اردوان اور ان کے حامیوں سے نجات حاصل کی جائے، اس کے بعد ترکی کی تباہی کے جامع منصوبے پر عمل کیا جائے۔

جس طرح کردوں کی علیحدگی پسند سیاسی جماعت "پی کے کے" ایک خاص منصوبے کا حصہ رہی ہے، اسی طرح گولین اور اس کی دہشت گرد تنظیم بھی ہمارے ملک اور قوم کے خلاف ایک ترپ کے پتے کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے —ایک تباہ کن چال کے طور پر، ایک کاری ہتھیار کے طور پر۔

چنانچہ ہم شروع ہی سے دو امور پر زور دیتے رہے ہیں۔ ایک یہ کہ ہماری توجہ فقط ایک فوجی "بغاوت" تک محدود نہیں رہنی چاہیے کیونکہ یہ محض ایک فوجی بغاوت نہیں تھی، بلکہ ایک "داخلی فوج کشی" تھی۔ اور دوسرے یہ کہ ہم بہت محتاط انداز میں لوگوں کو یہ تنبیہ کرتے رہے ہیں کہ انہیں ترکی کی تباہی کے وسیع ترین منصوبوں سے خبردار رہنا چاہیے۔

یہ وسیع تر منصوبہ کیا ہے؟ یہ ترکی کو ایک دوسرا "شام" بنا دینے کا منصوبہ ہے۔ یہ ترکی کو نسلی اور فرقہ وارانہ جنگوں کی آماجگاہ بنانے کا منصوبہ ہے۔ یہ ترکی کا نقشہ بدل دینے کا منصوبہ ہے۔ اس عظیم منصوبے کے بڑے محاذ یہ ہیں: عراق پر حملہ، شام کو ایک نہ ختم ہونے والی افراتفری میں ڈالنا، یمن کو شکست وریخت کے دہانے پر پہنچانا، اور سعودی عرب اور ایران کے درمیان جنگ کرانے کی سازشیں۔

جب تک شام کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجادی جاتی، عراق کی تباہی مکمل نہیں ہو گی۔ شام کی تباہی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ترکی انتشار و فساد کا شکار نہ ہو جائے۔ اور نیا "نقشہ" اس وقت تک نہیں کھینچا جا سکتا جب تک سعودی عرب اور ایران میں جنگ نہ بھڑک اٹھے۔ ان واقعات سے پہلے نہ موجودہ ریاستیں تین تین چار چار حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں، نہ نئی ریاستیں نقشۂ عالم پر ابھر سکتی ہیں، اور نہ ہی "شہری ریاستیں" کھڑی کی جا سکتی ہیں۔

یہ پورا خطہ اس طرح آئندہ صدی پر محیط خلفشار میں نہیں دھکیلا جا سکتا، اور نہ ہی اسے غیر یقینی کیفیت اور افلاس کی نکبت میں غرق کیا جا سکتا ہے، جب تک ترکی کے حصے بخرے نہ ہو جائیں، اور اسے یرغمال بنا کر بے یار و مددگار نہ کر چھوڑا جائے۔

اس پس منظر میں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ۱۵/ جولائی کا باغیانہ حملہ دراصل خلفشار پیدا کرنے کے اس بڑے منصوبے کی شروعات تھی۔ یہ ایک ایسا اقدام تھا جس کا مقصد شمالی افریقہ سے یمن تک، اور کوہ قفقاز سے خلیج فارس تک پھیلے، ہمارے

پورے خطے کو یرغمال بنانا تھا۔اس اندرونی بغاوت کا مقصد یہ تھا کہ خانہ جنگی کے ایک طویل سلسلے کو شروع کیا جائے۔یہ ترکی کے محاذ کو گرم کرنے کا لمحہ تھا۔

ترکی اس قسم کی یورش کے لیے ۲۸/فروری سے ہدف بنا ہوا ہے۔ اس دن کے بعد سے اب تک، تمام بحران اس لیے پیدا کیے گئے کہ ہمارے ملک کو بتدریج اس کے انجام تک پہنچایا جائے۔ امریکہ اور یورپ کے تمام منصوبوں اور پالیسیوں کا آخری مقصد فقط یہ تھا کہ اس خطے کو، اور ترکی کو، حتمی تباہی کے دہانے پر پہنچایا جائے۔

ہم کئی برسوں سے خبردار کرتے رہے ہیں کہ: "ترکی کو اصل خطرہ اس کے حلیفوں سے ہے۔" ہمارے اہل نظر قاری یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ترکی کو درپیش، تمام فوری اور درمیانی مدت کے خطرات کا منبع ہمارے حلیف ہی ہیں۔گزشتہ پچیس برس کے دوران، اس خطے سے متعلق تمام امریکی منصوبے ترکی کے لیے ضرر رساں ثابت ہوئے ہیں، اور ہمارے ملک کی مخالفت پر مبنی رہے ہیں۔اس تناظر میں یہ ضروری ہے کہ ہم اس بات کا تفصیل سے تجزیہ کریں کہ کس طرح شام کا مسئلہ (ایک خاص صورت میں) ہمارے اوپر تھوپا گیا۔

شمالی عراق کی طرح، ہماری جنوبی سرحد کے قریب بھی ایک نیا محاذ گرم کیا جارہا ہے۔ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ یہ کام ترکی ہی کے ہاتھوں کرایا جارہا ہے۔ شمالی شام کی راہداری ایک سو برس پرانے منصوبے کا حصہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ ترکی کو اناطولیہ کے علاقے تک مقید کر دیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ترکی کی گردن ہی کاٹ دی جائے تاکہ وہ سر اٹھا کر اناطولیہ کی حدود سے آگے نظر ڈالنے کے لائق نہ رہے۔

اس منصوبہ کے معاونین، مبلغ، اور جارح ملک کے اندر ہیں۔یہ عناصر صرف گولین اور اس کے دہشت گرد گینگ تک محدود نہیں ہیں۔چنانچہ "پی کے کے/ڈیموکریٹک پارٹی" بھی اس منصوبے کی زبردست حامی ہے، اور یہ (سیاسی) گروہ اس "حصاری" منصوبے ہی کی توسیع ہیں، اور ہمارے ملک کی حدود کے اندر سرگرم ہیں۔

ہمیں یہ فسانہ سنانے کی ضرورت نہیں ہے کہ پندرہ جولائی کے حملے کا بیرونی طاقتوں سے کوئی تعلق نہیں تھا، یا یہ داخلی قوتوں کی باہمی آویزش ہے، جو گولین اور اس کے کارندوں تک محدود ہے۔کوئی ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش نہ کرے کہ جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے، وہ محض ترکی کے اندرونی بحران کا نتیجہ تھا!

کوئی ہماری آنکھوں میں دھول نہ جھونکے، نہ ہمیں فریب دے۔کسی کو یہ جسارت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ان بڑے بڑے منصوبوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے، جن کا مقصد ہمیں تباہی کی راہ پر دھکیلنا ہے۔نہ ہی یہ درست ہے کہ اس بغاوت کے سلسلے میں داعش وغیرہ جیسے غیر اہم دشمنوں کی طرف اشارہ کیا جائے، تاکہ ہماری نظروں سے یہ حقیقت اوجھل ہو جائے کہ دراصل یونین ڈیموکریٹک پارٹی کے لیے راہ ہموار کی جارہی ہے۔

ہم نے اس کی پیش بینی کر لی تھی، اور اس معاملے کو سمجھ لیا تھا۔ حالیہ ناکام فوجی بغاوت کی پشت پر براہ راست امریکہ کی تائید موجود ہے اور ترکی کے روایتی حلیف بھی اس میں ملوث ہیں۔ وہ حملہ جس کا حکم گولین کو دیا گیا تھا، انہی منصوبوں کا حصہ ہے جو پہلی جنگ عظیم سے مسلسل کارفرما رہے ہیں۔

انہوں نے ہمیں شام میں دھنسانے کی کوشش کی۔ اس ضمن میں انہوں نے ان تمام حلقوں کو استعمال کیا جو ہمارے اندر موجود ہیں۔ انہوں نے یہ کوشش بھی کی کہ ہم روس سے جنگ میں الجھ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے روس کا جہاز مار گرایا تھا۔ ترک-روس تنازع کا مقصد دونوں ملکوں کو کمزور کرنا تھا تاکہ بڑے حملے کے لیے حالات سازگار ہو جاتے۔ شاید ایک نئی جنگ کریمیا میں بھی شروع کی جانی تھی جس کے ذریعے ترکی کو یرغمال بنایا جاتا۔ شاید یہ ترکی اور ایران کے درمیان جنگ کرانے کا منصوبہ بھی بناتے۔انہوں نے یہ تاثر پیدا کرنے کی بھی کوشش کی کہ ترکی داعش کی مدد کر رہا ہے، حالانکہ یہ خود داعش کے پشت پناہ ہیں۔ نیشنل انٹیلی جنس آرگنائزیشن کا حملہ بھی انہی کے دہشت گرد جتھوں نے کیا تھا۔ انہوں نے قیمتی انٹیلی جنس معلومات چوری کیں، اور انہیں ترکی کے خلاف استعمال کیا۔ انہوں نے ترکی کو ایک ایسے ملک میں تبدیل کر دیا جہاں کسی راز کی حفاظت نہیں کی جاسکتی۔ جس جس نے ان کارروائیوں میں حصہ لیا، یا ان میں تعاون کیا، وہ ترکی کا دشمن ہے اور غدار ہے۔ ہم جتنی سخت مزاحمت کریں گے اتنا ہی اس جنگ کی شدت میں اضافہ ہو گا۔ اگر ہم مزاحمت کریں گے تو ان کے حملے بڑھ جائیں گے۔ ہمارے اوپر فرض ہے کہ نہ صرف مستقبل پر نظر رکھیں بلکہ ملکی سرحدوں سے پار بھی نظر رکھیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ نہ صرف آج پر کڑی نظر رکھیں بلکہ کل پر بھی گرفت رکھیں اور کئی سال بعد کے امکانات کو بھی مدّ نظر رکھیں۔ گزشتہ دو دہائیوں سے میں جن حالات کا مطالعہ کر رہا ہوں، ان میں ایک ہم آہنگی دیکھتا ہوں۔ ہر نیا بحران گزشتہ بحران کا تکملہ ہے۔ تمام واقعات اس بڑے دن، یعنی قیامت خیز جنگ کا پیش خیمہ تھے۔

مغرب اور امریکہ کے ساتھ ترکی کے تعلقات کو معقول بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ شام کا مسئلہ از سر نو غور و فکر کا متقاضی ہے۔ اسی طرح روس اور ایران کے ساتھ ہمیں اپنے تعلقات پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ علاقائی اختلافات اور ان میں آنے والی تبدیلیوں کا گہرا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، اور ان تبدیلیوں کے ترکی پر پڑنے والے ممکنہ اثرات کے بارے میں ہمہ وقت متنبہ رہنے کی ضرورت ہے۔

امریکی انتظامیہ رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہے۔ کچھ یورپی ملک بھی اسی طرح رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہیں۔ امریکی اور یورپی میڈیا نے (ہماری) جمہوریت کے خلاف ایک جنگ چھیڑ دی ہے۔ انہوں نے ٹینکوں کے پیچھے چھپ کر ایک دہشت گرد تنظیم کے ذریعے ترکی کی شکل بدلنے کا قصد کیا ہے۔

ہر وہ چیز جسے وہ مغربی اقدار کے خوش نما نام سے، شرم ناک میڈیا کے ذریعہ، ہمارے ہاں برآمد کرتے رہے ہیں، اس واقعے کے بعد گویا انہوں نے خود ہی اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے۔ ترکی کی برسوں پر محیط جمہوری جدوجہد کو سب سے بڑا دھچکا امریکہ اور یورپ نے لگایا ہے۔ یہ سب ایک دہشت گرد تنظیم کے پیچھے چھپ گئے، اس کی مدد کی اور اس طرح دہشت گردی کے ذریعہ ترکی سے حساب برابر کرنے کی کوشش کی۔

دہشت گردی کی اس پیمانے پر حمایت و تائید کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ جمہوریت پر اس قدر بڑے پیمانے پر حملے کی بھی اس سے قبل کوئی مثال نہیں ہے۔ کسی قوم کو ٹینکوں تلے کچل دینے کی بھی کوئی اور نظیر نہیں ہے۔ اس کی کوئی مثال موجود نہیں ہے کہ ایک قوم کی مقدس اقدار پر حملہ کیا جائے، اس کی پارلیمان پر بمباری کی جائے، اور اس کے افراد کا قتل عام کیا جائے۔

جن لوگوں نے یہ گھناؤنے کام کئے وہ کوئی اور نہیں، ترکی کے حلیف تھے۔ امریکی انتظامیہ، دہشت گردوں کے راہنما گولین اور اس کے جتھوں کو اعلیٰ ترین سطح پر تحفظ فراہم کرنے میں پیش پیش ہے۔ یہ ترکی کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ امریکہ نے ان کروڑوں انسانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے جو (۱۵ جولائی کو) سڑکوں پر نکل کھڑے تھے۔

ہم بہت جلد اس مذموم منصوبے کو بے نقاب کر کے اس کی تمام تفصیلات شائع کریں گے۔ ہماری قوم دیکھے گی، کہ وہ کس قدر گھمبیر خطرے سے دوچار ہے، اور وہ کس دشمن سے نبرد آزما ہے۔

ہماری قوم جان لے گی کہ وہ کون تھے جو باغیوں کو انسرلک کے ائیر بیس سے ہدایات جاری کر رہے تھے؛ وہ کون ہیں جو افغانستان سے ترکی تک کارروایاں کر رہے ہیں؛ وہ کون ہیں جو اپنے آپ کو جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی کے حامیوں کے بھیس میں اندر سے اس آپریشن کی مدد کر رہے تھے؛ وہ کون ہیں جو گولین اور اس کے جتھے کو کئی سالوں سے جاسوسی کے نیٹ ورک کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں؛ وہ کون ہیں جنہوں نے صدر اردوان کی جان لینے کی کوشش کی۔

۱۵/جولائی ترکی کی نئی جنگ آزادی کا آغاز تھا۔ اب جبکہ ہم ایک کھلے حملے کی زد میں ہیں، ہم ان منصوبوں کے خلاف مزاحمت کر رہے ہیں جو ترکی کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں۔ ہم ترکی کو شام بنادینے کے منصوبے کے مقابل کھڑے ہیں۔ خلفشار کی ایک آندھی کا رخ ہمارے ملک کی طرف کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ سن لیجیے! اب ہمارے دشمن ہر اُس آدمی اور گروہ کو استعمال کریں گے جو ترکی سے پرخاش رکھتا ہے۔ وہ اس قسم کے ایک ایک شخص اور گروہ کو ہتھیار کے طور پر استعمال کریں گے۔

۱۵/جولائی ہمارے خلاف حملوں اور ان کے خلاف مزاحمت کے آغاز کا دن ثابت ہوگا۔ اس کے بعد ہمارے اوپر مسلسل اور متواتر یلغار ہوگی۔ ہم ہر وقت متنبہ اور خبردار رہیں گے اور مزاحمت کے لئے ہمہ وقت تیار۔ اگر وہ جہنم کا دروازہ کھولتے ہیں تو جان لیں

کہ اس سے اس خطے کی ہزار سالہ روایت زندہ ہو جائے گی۔ ہماری قوم جان لے گی کہ دشمن کو کیسے جہنم واصل کیا جاتا ہے۔ میں اس روایت کی طرف اشارہ کر رہا ہوں جس میں صلیبیوں کو اناطولیہ بھی دفن کر دیا گیا تھا۔

مورخہ: ۶/اگست، سنہ ۲۰۱۶ء

***